میرا پیغمبر عظیم تر ہے
(سیرت سیریز)

4

عظیم منتظم

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عظیم منتظم صلی اللہ علیہ وسلم

نگہت ہاشمی

عظیم منتظم صلی اللہ علیہ وسلم

استاذہ نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : عظیم منتظم ﷺ

مُصنّفہ : نگہت ہاشمی

طبع اوّل : مئی 2007ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 98/CII گلبرگ III فون: 042-7060578-706057[illegible]

فیصل آباد : 103 سعید کالونی نمبر 1، کینال روڈ، فون: 1851 872 - 041

بہاولپور : A 7، عزیز بھٹی روڈ، ماڈل ٹاؤن اے، فون: 2875199 - 062، 2885199، فیکس : 2888245 - 062

ملتان : 888/G/1، بالمقابل پروفیسرز اکیڈمی، بوسن روڈ، گلگشت فون: 8449 600 - 061

ای میل : alnoorint@hotmail.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

النور کی پراڈکٹس حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں:

مومن کمیونیکیشنز B-48 کرین مارکیٹ بہاولپور

قیمت : روپے

ابتدائیہ

رسول اللہ ﷺ کی عظیم شخصیت کے دو اہم پہلو ایسے تھے جنہوں نے آپ کو عظیم منتظم بنا دیا۔ آپ ﷺ کا حسنِ تدبیر اور آپ ﷺ کا حسنِ انتظام۔

آپ ﷺ نے جو مثالی ریاست قائم کی وہ آپ ﷺ کے تدبر اور انتظام کا نتیجہ تھی۔ آپ ﷺ نے یہ کام اُس دور میں انجام دیا جب انسان معمولی تبدیلی بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ مکی زندگی میں بات نبوت سے پہلے کے معاہدہ حلفُ الفضول میں شرکت کی ہو یا حجرِ اَسود کی تنصیب کی، نبوت کے بعد کی مخالفتوں کے طوفان میں آپ ﷺ کے تدبر کو دیکھیں یا نامساعد حالات میں دعوت کو دی جانے والی وسعت پر نظر ڈالیں، معاملہ ہجرتِ حبشہ کا ہو یا بیت اللہ کا، آپ ﷺ کا صبر واستقامت سے اپنی قوت کو ایک جگہ مجتمع کرنا آپ ﷺ کے تدبر کی بہترین مثالیں ہیں۔

مدنی زندگی میں مؤاخات کے ذریعے مسلمانوں کو مستحکم کرنے کے معاملے کو لیں یا مدینہ کے مختلف طبقات کو میثاقِ مدینہ کے ذریعے باندھنے کو دیکھیں، آپ ﷺ حسنِ تدبر

اور حسنِ انتظام کی بلندیوں پر نظر آتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ کے اُمورِ داخلہ میں استحکامِ امن کے ساتھ اَخلاقی تربیت کے اہتمام کو دیکھیں یا اِشاعتِ اسلام کی حکمت عملی اور نومسلموں کے لئے انتظامات کو دیکھیں یا ملکی تنظیم کو، آپ ﷺ نے وہ تمام طریقے اختیار کیے جن سے داخلی طور پر ریاست مستحکم ہو۔ پھر خارجی اُمور میں دشمن کی قوت کو توڑنے کے معاشرتی دباؤ کی تدبیر کو دیکھیں یا بیرونِ ملک اِشاعتِ اسلام کو، آپ ﷺ کا اُسوہ ہر موڑ اور ہر مقام پر عظیم منتظم کی حیثیت میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ ﷺ کی ذاتِ بابرکات سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

نگہت ہاشمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان جب سے اس دھرتی پہ آیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہدایت کا سلسلہ اُسی روز سے جاری ہو گیا۔ ایک تو ربانی ہدایت کا سلسلہ تھا اور دوسرا خود انسان نے اپنی عقل کو استعمال کیا۔ اِس طرح تاریخِ انسانی کی کایا پلٹنے والے مختلف اَدوار میں ایسے وعظ و نصیحت کرنے والے ہمیں ملتے ہیں جن کی نصیحتوں کی وجہ سے لوگوں کے اندر تبدیلی آئی، جن کے خطبوں اور speeches میں لوگ ڈوب جاتے رہے لیکن زندگی میں وہ تبدیلی کبھی نہ آئی جو پورے انسانی معاشرے کو سکون دینے والی تھی۔ فلسفیوں کا بھی ایک بڑا گروہ رہا جو ہر دور میں انسانوں کو عقل کی باتیں بتاتا رہا۔ آپ نے سقراط، بقراط اور افلاطون کے نام سنے ہوں گے۔ ہر دھرتی پر ایسے افراد موجود رہے جنھوں نے اپنی فکر سے کام لیا اور انسانوں کی رہنمائی کرنے کی کوشش کی۔ ہمیں ایسے افراد بھی نظر آتے ہیں جو city life کو زیر و زبر کرنے والے تھے، تمدن کو پورے طور پر بدل دینے والے تھے۔ ہمیں دنیا کے نقشے میں تبدیلیاں لانے والے فاتحینِ اعظم بھی نظر آتے ہیں جو سکندرِ اعظم جیسے ہیں، خسرو جیسے ہیں، سائرس جیسے اور ذوالقرنین جیسے ہیں۔ اسی طرح تاریخ انسانی میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری رہا۔ ہر نبی نے انسانیت کو ایک ہی تعلیم دی لیکن بات کسی نبی کی ہو، کسی صالح کی ہو، کسی reformer کی یا فلسفی کی یا واعظ کی ہو، ہم ان میں

سے ہر اُس طبقے کی بات کریں جس نے انسانی دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ اُن میں سے ہر ایک کے پیدا کردہ نتائج کا دائرہ بڑا limited تھا۔ تبدیلی آئی سہی لیکن تبدیلی کا دائرۂ اثر محدود تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے بارے میں فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیآء:107)

''اور ہم نے آپ ﷺ کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سارے جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔ یہ رحمت کس کس اعتبار سے تھی؟ آپ ﷺ کی تعلیمات کے پیدا کردہ اثرات کے نتائج کو دیکھیں تو ہمیں رحمت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جو تعلیمات دِیں، آپ ﷺ نے جس طرح معاشرے کو تبدیل کیا، اِس کے اثرات صرف مدینے تک محدود نہیں تھے، صرف عرب تک بھی نہیں تھے بلکہ پوری دنیا تک اِس کا دائرۂ کار پھیلا اور پھر دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں پر کوئی تبدیلی پیدا نہ کی ہو۔ بات خواہ آج سے چودہ سو برس پہلے کی ہو یا آج کے دور کی، وقت کے بدلنے کے ساتھ ساتھ اِس تعلیم میں، اِن اصولوں میں تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ خواہ کوئی افریقہ کا رہنے والا ہو یا عرب کا رہنے والا، مشرقِ بعید کا رہنے والا ہو یا افریقہ یا امریکہ کا رہنے والا ہو، ہر کوئی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تبدیلی سے متاثر ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے، مختلف رنگوں، مختلف وطنوں سے تعلق رکھنے والے جن کی ذات پات مختلف، جن کے نظریات مختلف، اِن تمام اختلافات کے باجود اللہ کے رسول ﷺ نے انسانوں کے اندر جو تبدیلی پیدا کی، اِس کے اثرات دنیا کے ہر علاقے میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کمی بیشی ہے مگر اثرات اپنی جگہ پر موجود ہیں۔

پھر ہم ایک تیسرے angle سے دیکھتے ہیں تو رسول ﷺ نے انسان کو صرف انفرادی زندگی کے لیے اُصول وضوابط نہیں دیئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تبدیلی کا آغاز انسان کی ذات سے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے باطن کی تبدیلی پہ زور دیا، اندر ایسی تبدیلی پیدا کی جس کی وجہ سے انسان خداشناس ہوا، اُس کا خدا سے براہ راست تعلق پیدا ہوا لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کو معاشرت کے گُر سکھائے، معاشرتی زندگی میں تبدیلی پیدا کی اور کس طرح نکاح سے مرد اور عورت کے رشتے کی وضاحت عملی ثبوت کے ذریعے کی، آپ ﷺ نے معاشرے کے آخری ادارے سیاست تک کی بھی ہدایات دیں۔ بات عبادت گاہ کی ہو یا تعلیمی ادارے کی ہو، بات ریاستی ادارے کی ہو یا خاندانی ادارے کی، آپ ﷺ نے ہر ادارے کے لئے تبدیلی کے اُصول وضوابط دیئے۔ بات معیشت کی ہو تو ہم دیکھتے ہیں وہ سوسائٹی جس کے رزق کا دارومدار سود پر تھا، شراب کی خرید وفروخت پر تھا، پھر جن لوگوں نے ڈاکہ زنی کے ذریعے اپنی زندگی میں رزق کا سارا تعلق ہی حرام سے جوڑ رکھا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس معاشرے کی تطہیر کے لئے اپنے رسول ﷺ کو مثال بنایا۔ آپ ﷺ نے حلال کمانا اور حلال راستوں پر خرچ کرنا سکھایا۔

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ہر شعبۂ زندگی میں آپ ﷺ نے اُس وقت کی صورتِ حال کی اصلاح کر کے نقشہ بالکل ہی بدل دیا اور اِسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بات ہو سیاست کی تو آپ ﷺ نے مضبوط سیاسی نظام قائم کیا، بات قانون کی ہو تو قانون بنانے اور قانون کو نافذ کرنے والی ہستی کے رسول ﷺ نے کس طرح سے اس قانون کو ایک مسلّم حیثیت میں سب پر نافذ کیا اور کسی ادنیٰ درجے کے انسان اور اعلیٰ طبقے کے انسان کے درمیان کوئی فرق نہ رکھا۔ ہم انسانی معاشرت اور انسانی تہذیب کے جس دائرے کو دیکھیں آپ ﷺ ہمیں اِسی دائرے کے اندر تبدیلی پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ تبدیلی نہ تو کسی ایک علاقے

کے لئے محدود تھی اور نہ ہی کسی نسل مثلاً جیسے بنی اسرائیل کے لیے محدود تھی اور نہ ہی ایک دور کے لیے مخصوص تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:40)

''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین۔''

اُن کے بعد اب کوئی تبدیلی لانے والا نہیں آئے گا۔ وہی سب سے بڑا انقلاب لانے والے اور تبدیلیوں کے پیامبر تھے۔ آپ ﷺ کی تبدیلیوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ جو بھی تبدیلی آپ ﷺ لے کر آئے، پہلا step اور پہلا طریقہء کار ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ نے پورے معاشرے کو educate کیا، سب کو خداشناس بنایا، سب کو بتایا کہ زندگی گزارنے کا بہترین ڈھنگ کون سا ہے؟ کون سا طریقہء کار اُن کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہے۔ جب ذہن کی زمین تیار ہوئی گئی تو آپ ﷺ نے آگے بڑھنے کے طور طریقے بتائے۔

پھر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ تبدیلیاں مکہ کے اندر کچھ اور طرح سے تھیں، جب آپ ﷺ مدینہ آئے تو تبدیلی کا انداز بدل گیا۔ آپ ﷺ نے تعلیم سے لے کر ریاست کی تنظیم تک جو تبدیلیاں پیدا کیں اور بین الاقوامی تعلقات تک اگر ہم دیکھنا چاہیں تو آپ ﷺ کا تدبر، آپ ﷺ کی فراست کا بہت بڑا دخل ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے مثالی سلطنت قائم کی، ایک ایسا معاشرہ جسے دیکھنے کے لئے انسانی آنکھ آج تک ترس رہی ہے۔ کاش وہ خوبصورت ماحول، وہ سکون، وہ امن، وہ فلاحی معاشرہ آج بھی قائم ہو جائے۔ ایسا معاشرہ جس میں انسانوں کی جان و مال اور عزت کا تحفظ ہو۔ اگر ہم تاریخ کا جائزہ لیں تو غیر مسلم بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

موسیو گال کہتا ہے کہ ساری دنیا کا مطلع فتنہ وفساد کے سیاہ بادلوں سے تیرہ وتار تھا، عالمِ ارضی کی فضا وحشیانہ بے چینیوں کے کثیف اور غلیظ بادلوں سے تاریک تھی، دنیا کے ہر حصے میں ہر انسان اچھے ذرائع استعمال کرنے کی بجائے شرارت آمیز وسائل پر اعتماد کرتا تھا۔ امن اور اطاعت پر جنگ اور میدانِ جنگ کو توفق حاصل تھا، مالِ غنیمت سے تجوریوں کو بھرنا، قوموں، شہروں اور شرفاء پر ہیبت ڈالنا، یہ وہ حالات تھے جن میں محسنِ انسانیت ﷺ کا ظہور ہوا اور اِنہی حالات میں آپ ﷺ نے صالح حکومت کی بنیاد رکھی۔

محمد رسول اللہ ﷺ کا انتظامِ سلطنت آپ ﷺ کی شخصیت کا بہت ہی اہم پہلو ہے، آپ ﷺ منتظم اعلیٰ تھے۔ آپ ﷺ مذہب کی بناء ڈالنے والے اور ریاست کے حکمران تھے۔ آپ ﷺ کی سلطنت کا یہ امتیازی پہلو ہے کہ مذہب اور حکومت دونوں چیزیں ساتھ ساتھ نظر آتی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی مذہبیت کیسی تھی؟ نہ غرور تھا، نہ شان اور تفاخر نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کے پاس نہ تو قیصر وکسریٰ کی طرح کی کوئی فوج تھی، نہ ہی آپ ﷺ کے اِردگرد پاسبانوں کا کوئی گروہ تھا جو آپ ﷺ کی حفاظت کرتے اور آپ ﷺ کو پروٹوکول دیتے۔ آپ ﷺ تو اتنے عظیم انسان تھے کہ نہ آپ ﷺ کو کسی پروٹوکول کی کوئی ضرورت تھی اور نہ آپ ﷺ نے کبھی اِس کی خواہش کی۔ نہ آپ ﷺ نے کسی محل کا انتخاب کیا، نہ محلات بنوائے بلکہ یہ طعنہ آپ ﷺ کو اہلِ مکہ نے بھی دیا، آپ ﷺ کو یہ باتیں اہلِ مدینہ سے بھی سننی پڑیں۔ وہ افراد جو اللہ ربُّ العزت کی اِطاعت کی بجائے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے قاعدے پر کاربند تھے کہا کرتے تھے کہ کیوں نہ اِس کو کوئی محل دیا گیا، کیوں نہ اس پر سونے کے کنگن اُتارے گئے، کیوں نہ اس پر فرشتوں کا کوئی گروہ نازل کیا گیا جو اُردلی کا کام کرتا، ہٹو بچو کی صدائیں لگاتا تاکہ ہر کسی کو پتہ لگتا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کو دیکھیں کہ نہ تو آپ ﷺ کے لیے کوئی مقرر آمدنی ہے، نہ

ہی کوئی حفاظتی کارندے اور اگر دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو اگر حکمرانی کا حق ہے تو تاریخِ انسانی میں وہ ایک ہی شخصیت ہے محمد رسول اللہ ﷺ۔

آپ ﷺ سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت قائم تھی، جو قوتیں جو وسائل اُنہیں عطا کئے گئے تھے، اُن کے مقابلے میں اللہ کے رسول ﷺ کو وہ وسائل مہیا نہیں تھے۔ کہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور تھا جہاں ہوائیں بھی اُن کی تابع تھیں، جنات بھی تابع تھے، پرندوں کی بولیاں بھی پہچاننے والے، پرندوں پر بھی اختیار رکھنے والے، مافوق الفطری قوتیں بھی اُن کے زیرِ نگیں تھیں، سب اُن کی خدمت کرتے تھے تب وہ حکومت کرنے کے قابل تھے اور یہاں صورتِ حال کیا ہے کہ آپ ﷺ کی ذاتی ذمہ داری ٹھہرائی گئی کہ آپ ﷺ خود ایسا ماحول پیدا کریں گے اور آپ ﷺ کے فہم اور فراست کی وجہ سے جو تبدیلی آئے گی اِس کے انسانیت پر گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔

اللہ کے رسول ﷺ کو اقتدارِ مطلق تو حاصل نہیں تھا۔ آپ ﷺ کا اقتدار، آپ ﷺ کی حکومت بہت تھوڑے علاقے پر قائم تھی لیکن اِس حکومت کا سب سے نمایاں پہلو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے لئے سارے سہارے مفقود تھے۔ نہ آپ ﷺ کا مالیات کا محکمہ strong تھا، نہ آپ ﷺ کے پاس standing army تھی، نہ ایسے قابل اَفراد مہیا تھے جن کو حکومت کے مختلف مناصب سونپے جاسکتے۔ آپ ﷺ خود ہی تربیت کرتے تھے، خود ہی منصب سونپتے تھے، خود ہی نگرانی کرتے تھے اور خود ہی resources generate کرنے والے اور خود ہی سب کچھ سب تک پہنچا دینے والے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کی جو ذمہ داریاں تھیں ہم دیکھتے ہیں کہ گزشتہ اور آنے والے تمام وقتوں میں بھی کسی سربراہ کو نہیں سونپی گئیں، کسی نے بھی یہ کردار ادا نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ایسا معاشرہ قائم کیا جس کی تعریف دشمن بھی کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے کیسا نظام قائم کیا؟ آپ ﷺ کے انتظامات کس طرح کے تھے؟ اِس حوالے سے ہم اپنی گفتگو کو بنیادی طور دو پر حصوں میں تقسیم کریں گے: ایک آپ ﷺ کا مکی دور تھا اور دوسرا آپ ﷺ کا ہجرتِ مدینہ کے بعد کا دور تھا اور ہم مکی دور کو بھی دو حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے بنیادی طور پر کون سی صلاحیتیں آپ ﷺ کے اندر رکھی تھیں۔ آپ ﷺ کے اندر نبوت سے پہلے بھی صلاحیتیں تو موجود تھیں ہی لیکن ربانی رہنمائی کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان صلاحیتوں کا scope بہت narrow اور بہت limited تھا۔ بہت ہی مختصر حصے میں ہمیں اس کے اثرات نظر آتے ہیں۔

مکّی دور میں اِن کو پنپنے کا موقع تو ملا لیکن ایک field میں اور اِسی ایک field میں آپ ﷺ کے کارہائے نمایاں نظر آتے ہیں اور وہ field ہے: دعوتِ اسلام کو پھیلانا، یعنی اشاعتِ اسلام۔ البتہ مدنی دور میں ایسا ہوا کہ آپ ﷺ نے کھل کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُس کے پیغام کو جہانوں تک پہنچانے کا انتظام کیا۔ قبل از نبوت بھی رسول اللہ ﷺ نے فہم و فراست اور تدبر کا اظہار بھی کیا اور آپ ﷺ نے اجتماعی شعور اور تدبر کا بھی بہترین مظاہرہ کیا۔ حِلفُ الفُضول اور حربِ فجار کے معاہدے اس کی مثالیں ہیں۔ حربِ فجار کے بعد ہم دیکھتے ہیں لوگ جمع ہوئے، ایک انجمن کی بنیاد رکھی اور اِس کے مقاصد کیا تھے؟ ظالموں کو ظلم سے روکنا اور مظلوموں کی مدد کرنا کہ مظلوموں کو سہارا بہم پہنچایا جائے۔

دوسرا مقصد عوامی بہبود ہے۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ تمام انسانوں کو سکون میسر آئے۔ کس اعتبار سے؟ جان، مال اور عزت کا تحفظ ملے اور آپ ﷺ نے قبائلی عصبیت اور نسلی شعور کی جگہ پر دینی وحدت قائم کی۔ دین کے تحت سب کو اکٹھا کر دیا۔

دو اُمور ہیں جن پر ہم خاص طور پر بات چیت کریں گے۔ یہ City State Of Madina ہے۔ کچھ اِس کے اندر کے معاملات ہیں اور کچھ اِس کے باہر کے۔ اندر کے معاملات کو اُمورِ

داخلہ کہتے ہیں اور باہر کے معاملات کو اُمورِ خارجہ کہتے ہیں۔ اُمورِ داخلہ میں رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر دو چیزوں کی طرف توجہ کی:

1۔ استحکامِ امن۔

2۔ اَخلاقی تربیت۔

دنیا کی کوئی ریاست، کوئی انتظام ایسا تو بتایئے جس میں یہ دونوں چیزیں موجود ہوں۔ امن قائم ہونے کا دعویٰ تو ہو سکتا ہے مگر حقیقی امن کہیں قائم نظر نہیں آتا اور اَخلاقی تربیت تو کسی حکومت کی ذمہ داری ہی نہیں ٹھہرتی۔ اسلامی نظامِ حکومت ایسا ہے جس میں یہ دونوں چیزیں ہیں، اِن کی گارنٹی دی جاتی ہے یعنی اِن دونوں پر باقاعدہ کام کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کی حکمتِ عملی میں سب سے پہلے جو چیز شامل تھی وہ بھی اِشاعتِ اسلام ہی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کی حدود کے اندر سب سے پہلے اشاعت اسلام کا کام کیا اور یہ کام ہوا کیسے تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے اِس مقصد کے حصول کے لیے باقاعدہ مدارس قائم کئے۔ مثلاً مدرسۂ صُفّہ کی بنیاد رکھی اور اِس کے علاوہ دیگر مساجد میں بھی یہ اہتمام موجود تھا۔ مثلاً مسجد بنی زُریق، مسجدِ قُبا کے اندر یہ مدرسے قائم تھے۔ مدینہ کے اندر آپ ﷺ کے آنے سے پہلے ہی مدرسۂ سعد بن خُضراہ قائم کر لیا گیا تھا۔

اِسی طرح خواتین کی تعلیم کیلئے رسول اللہ ﷺ نے خصوصی اہتمام کیا اور گھریلو مدارس قائم کئے۔ رسول اللہ ﷺ نے رات کی کلاسز کا اِجراء کیا۔ جو لوگ دن میں تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تھے، اُن کیلئے رات میں مواقع مہیا کئے۔ نبی ﷺ نے شہر سے باہر بھی کوششیں کیں کہ صرف مدینہ کے اندر کے لوگ ہی تعلیم یافتہ نہ ہوں بلکہ باہر کے لوگوں کیلئے بھی اہتمام ہو۔ باہر سے جو وفود آتے تھے اُن کی تعلیم کیلئے خصوصی شارٹ کورسز کروائے جاتے تھے۔ آپ ﷺ کی تعلیم کے اثرات کسی خاص حلقے تک ہی نہیں تھے۔ آپ ﷺ نے

مقامی بچوں کی تعلیم کیلئے خصوصی اہتمام کئے۔نوجوانوں کی تعلیم کیلئے بھی انتظامات کیے۔پھر آپ ﷺ کی ریاست میں جولوگ رہتے تھے اُن کیلئے ہی نہیں بلکہ بیرونی نوجوانوں اور بچوں کیلئے بھی آپ ﷺ نے اہتمام کیا۔پھر بزرگوں کیلئے بھی آپ ﷺ نے تعلیمی اہتمام کیے۔

رسول اللہ ﷺ کی ریاست میں ہم دیکھتے ہیں دوکام زیادہ نمایاں ہیں:ایک امن اوردوسراتعلیم۔تعلیم کی بنیاد پر ہی امن قائم ہوتاہے۔تعلیم کس چیز کی تھی؟صرف لفظوں کی نہیں بلکہ اَخلاق کی تعلیم تھی۔آپ ﷺ نے جوانقلاب برپا کیا،وہ فرد کی ذات کے اندرنظر آتاہے۔رسول اللہ ﷺ نے جوتبدیلی پیدا کی وہ اندر کی تبدیلی تھی۔مختصراً دیکھنا چاہیں تو آپ ﷺ نے پورے کے پورے انسان کواندر سے بدل ڈالا۔اُس کی سوچ کازاویہ بدل گیا،اُس کی فکر بدل گئی،اُس کے معاملات بدل گئے۔اُس کایقین،اُس کی عبادت کے طور طریقے،اُس کی معاشرت کے طریقے،اُس کااخلاق،اُس کے کمانے،خرچ کرنے کے انداز اوراُس کی ذمہ داری بحیثیت ایک انسان کے،سب کچھ تبدیل ہوگیا۔

آپ بھی سوچ کردیکھیں کہ اسلام انسان کوکیسامشن دیتاہے؟رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کویہ مشن یادکروادیا۔ذرااپنے ساتھ اِس گروہ کاموازنہ کریں،اپنے ساتھ بھی اوردنیاکے بہت سارے انسانوں کے ساتھ بھی جواِس وقت موجود ہیں۔ہمارامشن کیاہے؟ اِس سیارے پراللہ تعالیٰ کانمائندہ بن کررہنااوریہ کام صرف خانقاہوں میں مقیم رہ کرنہیں ہو سکتا۔اللہ تعالیٰ کی نمائندگی کرنی ہےتوہرفیلڈاورہرشعبے میں کرنی ہےاوراس کیلئے ہرانسان کو ہرفیلڈ میں اپناکام کرناہے۔صرف اَخلاقی طورپراپنے آپ کوبہترنہیں بنانابلکہ معیشت میں، معاشرت میں،سیاست میں،ہرجگہ ہی اُسے اپناحصہ ڈالناہےاورحقیقت یہ ہے کہ سب کی کوششوں کے بغیرایک اچھی ریاست بھلاکیسے قائم ہوسکتی ہے؟اللہ کے رسول ﷺ نے

اِسی مقصد کے حصول کیلئے پوری سوسائٹی کا نظامِ تعلیم اور مزاج بدل دیا۔ گھر بدل گئے، رہنے سہنے کے انداز اور لوگوں کی بول چال، گفتگو کے طریقے بدلے، لوگوں کے ملنے جلنے کے اطوار بدل گئے۔ نہ مسجد میں فرق ہے اور نہ گھر میں فرق ہے، گھر کے اندر بھی وہی ماحول نظر آتا ہے، بازار میں بھی وہی بات کارفرما نظر آتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی دی ہوئی تعلیم، جو دل کے اندر ہے، وہی چیز ہمیں عدالتوں کے اندر نظر آتی ہے اور وہی چیز ہمیں حکومتی اداروں کے اندر نظر آتی ہے۔ پورے معاشرے میں ایک تبدیلی کی رو ہے۔ آپ ﷺ کا پیدا کردہ انقلاب کتنا ہمہ گیر نوعیت کا ہے کہ انسان کے اندر بھی وہی تبدیلی ہے اور ریاست کے سب سے بڑے ادارے کے اندر بھی وہی تبدیلی ہمیں نظر آتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس تبدیلی کو کس طرح پیدا کیا؟ کیسے یہ انقلاب لے کر آئے تھے؟ تعلیم کے ذریعے سے۔ یہ تحریک تعلیمی تحریک تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے معاشرے کے اندرونی مسائل کو حل کرنے کیلئے معاشرے میں احترامِ انسانیت کا اصول دیا کہ ہر انسان کی ذات محترم ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے فرمایا:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ اٰدَمَ (بنی اسرائیل:70)

''ہم نے بنی آدم کو عزت وتوقیر عطا کی ہے''۔

جب اللہ تعالیٰ نے عزت وتکریم عطا کی تو اللہ کے رسول ﷺ نے اِس عزت کا بھرم قائم رکھا۔ کس طرح؟ ہر ایک کو جینے کا حق دیا۔ ہر ایک کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کا بھی حق دیا۔ اس کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا؟ اگر غیر مسلم دعوت قبول کر لیتے ہیں تو مسلمانوں کے گروہ میں آکر وہی حقوق حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر وہ دعوت کو قبول نہیں کرتے تو جزیہ دے کر اسلامی ریاست میں اپنے مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں۔ اگر کوئی کسی غیر مسلم ریاست کا باشندہ ہے اور وہ ریاست مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہے تو اب جب جہاد بھی کیا جائے

گا تو اسلامی ریاست کا یہ فرض ہے کہ اُن کے سامنے حق کو کھول کر رکھ دیا جائے۔

تعلیمی تحریک کو ہم دیکھتے ہیں، دنیا کے کسی حصے میں بھی ہمیں ایسی تحریک نظر نہیں آتی کہ اس کا دائرہ کار میدانِ جنگ تک پھیلا ہوا ہو۔ میدان جنگ میں بھی دعوت دی جاتی ہے کہ آپ نے یہ طریقۂ زندگی اختیار کرنا ہے۔ اسی میں فلاح ہے، اِسی میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اسلام ایسا طرزِ زندگی ہے جس کو نافذ کرنے والے نے اپنے حسنِ تدبر سے، اپنے انتظام کی اعلیٰ صلاحیتوں سے نافذ کیا۔ میدانِ جنگ کے حوالے سے دیکھیں آپ ﷺ نے کس طرح اِس بات پر غصہ محسوس کیا کہ خالد بن ولید نے جنگ کے موقع پر غیر مسلموں کی فریاد پر، جن لوگوں نے کہا کہ ہم اسلام قبول کر چکے ہمارے ساتھ نہ لڑو، اُن کو قتل کر دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے کہا کہ یا اللہ! میں اِس فعل سے بری الذمہ ہوں۔ یعنی میرا ایسے فعل سے تعلق نہیں ہے کہ میں ایسے لوگوں کی جان لینے کا حکم دینے والا نہیں جو اللہ کے ہو جائیں۔ میرا تو کام ہی یہی ہے کہ اللہ کے بندوں کو ان کے رب سے جوڑ دوں۔ ایسی صورت میں جب ایک انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے جڑ جاتا ہے، جھک جاتا ہے تو پھر اُس کے خلاف تلوار کبھی نہیں اُٹھے گی۔ یہ آپ ﷺ کا حسنِ انتظام تھا جس کی وجہ سے تیزی کے ساتھ انسان اسلام قبول کرتے گئے۔

آپ ﷺ نے شہری تنظیم کیلئے معاہدات کئے۔ یہ معاہدات صرف یہودیوں کے ساتھ نہیں تھے، بلکہ بیرونی ریاستوں اور قبائل کے ساتھ بھی آپ ﷺ کے معاہدات تھے تاکہ مدینہ کی ریاست کو اِستحکام نصیب ہو سکے۔ آپ ﷺ نے جو انتظامی تدابیر کیں، اِن کا جائزہ لینا بھی انتہائی ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے جو تدابیر کیں، ان کی وجہ سے شہری ریاست کو اِستحکام ملا، مؤاخات اور میثاقِ مدینہ کی وجہ سے آپ ﷺ نے مسلمان سوسائٹی کو مستحکم کرنے کے لئے ایک اور عمدہ تدبیر اختیار کی۔ بعض بڑی بڑی شخصیات دین کے اندر داخل

ہو رہی تھیں۔ اب مسلمانوں کے اندر یہ سوال پیدا ہوا کہ اِن کا Status کیا ہوگا؟ کیا وہ بھی عام شہری بن کر رہیں گے یا اِن کو کوئی خاص مقام دیا جائے گا؟

اِس میں دو صورتیں ہو سکتی تھیں۔ آپ ﷺ نے پہلی صورت یہ اختیار کی کہ مسلم سوسائٹی کے استحکام کی راہ میں رکاوٹ بننے سے اُنہیں بچایا جائے اور یہ اِسی صورت میں ہو سکتا تھا جب وہ ذہنی اور معاشرتی طور پر اپنے آپ کو اِس سوسائٹی کے ساتھ ہم آہنگ کر لیں۔ اگر آپ ﷺ اِن کو ایسے ہی عام سوسائٹی کی سطح پر چھوڑ دیتے تو ایسی صورت میں اِن کیلئے عام لوگوں کی سطح پر آنا ممکن نہ رہتا۔ آپ ﷺ نے طبقاتی خلیج کو وسیع کرنے کی بجائے دوسرا طریقہ اختیار کیا جو آپ ﷺ کی حکمت کا عمدہ نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے اُنہیں اگلی صفوں میں شامل کر کے اسلام کے دفاع کا حکم دیا۔ یوں ایک طرف یہ عظمتِ اسلام کیلئے کام کرنے لگے اور دوسری طرف بحیثیت ایک سپہ سالار کے یا بحیثیت ایک سربراہ کے جب اُنہوں نے ایک اہم رول ادا کیا تو اِس کی وجہ سے اُن کی اچھی تربیت بھی ہوتی رہی اور اُن کی جہالت کو دور کرنے کیلئے اہم Instructions دی جاتی رہیں۔ اب آپ ﷺ نے اپنی حکمتِ عملی کے تحت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو اسلام لانے کی وجہ سے سَابِقُونَ الْاَوَّلُون کا سردار بنا کر فوجی مہموں میں بھیجا۔ یہ آپ ﷺ کی فہم و فراست تھی، یہ آپ ﷺ کے انتظام کا اعلیٰ نمونہ تھا۔

ابوسفیان نے پہلے تو اسلام قبول نہ کیا اور جب اسلام قبول کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں انعام و اکرام بھی دیا اور اُن کے گھر کو امن کی جگہ بنا دیا کہ جو اِس گھر میں پناہ لے گا اُسے امن مل جائے گا۔ آپ ﷺ نے اُنہیں لشکروں کی سرداری بھی دی، صوبوں کی گورنری بھی دی اور اِسی طرح خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ جب اُحد میں مسلمانوں کو شکست ہوئی تو اِس کا سبب خالد بن ولید تھے۔ بہت بڑا سبب، اور انہوں نے دشمنوں کی طرف سے

ایک اچھی تدبیر اختیار کی تھی۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں لیکن جب ہم مختلف حوالوں سے جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ کون کون سے عوامل تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں کو اس وقت شکست نصیب ہوئی؟ جیسے مسلمان مالِ غنیمت کے پیچھے بھاگے تھے اِسی طرح دشمنوں کی طرف سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اہم رول ادا کیا تھا۔ ایک طرف سے وہ دشمنوں کو lead کرنے والے تھے اور اسلام قبول کیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں سیف اللہ کا خطاب دیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ درجہ کی صلاحیتوں کا عمدہ نمونہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغمبرانہ بصیرت کو اختیار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اُن میں سے عہدِ جاہلیت کے معزز اسلام لانے پر بھی معزز رہیں گے۔“

(صحیح مسلم:6454)

شرط کیا ہے؟ اسلامی قوانین سے واقف ہو جائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمتِ عملی کے تحت اِن لوگوں کو بھی اپنی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھی مواقع فراہم کئے اور اِس طرح اسلام کی سرحدیں بہت زیادہ وسیع ہوئیں۔ یہ معاملہ ہم خاص طور پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دیکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اندرونی سیاست کا ایک خاص پہلو تھا احترامِ انسانیت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح انسانی جان کو محترم قرار دیا؟ اِس حوالے سے میں ڈاکٹر حمید اللہ کا تبصرہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتی ہوں۔ لکھتے ہیں کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دس سال میں دس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح ہوا جس میں یقیناً کئی ملین آبادی تھی۔ اِس طرح روزانہ تقریباً 274 مربع میل کے اوسط سے فتوحات کا سلسلہ دس سال، ہجرت سے وفات تک جاری رہا۔ اِن

فتوحات میں کتنے دشمن قتل ہوئے؟ ایک مہینے میں ایک قتل اوسطاً۔ یعنی اگر دیکھیں تو قتل کی ratio کتنی کم ہو جاتی ہے؟ اسلامی فوج کا نقصان اس سے بھی کم ہے۔ یہ آپ ﷺ کا حسنِ انتظام ہے کہ آپ ﷺ ایک طرف اپنی ریاست کی وسعت کیلئے تدبیر کر رہے تھے؟ ریاست کی وسعت آپ ﷺ کا مقصد نہیں تھا۔ پھر آپ ﷺ کا مقصد کیا تھا؟ یہ کہ اللہ کے بندوں کو اللہ کا بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِن کا تعلق قائم کرا دیں۔ اِس حوالے سے اگر ہم دیکھیں تو قتل ہونے والوں کی تعداد کتنی تھی؟ ایک دن نہیں، دو دن نہیں بلکہ مہینے میں صرف ایک قتل۔ اِسی وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا:

''میں تو رحمت کا پیغمبر ہوں، میں جنگ کا پیغمبر ہوں''۔ (شرح جامع الصغیر)

یعنی اگر چہ جنگیں کرنے والا ہوں لیکن جنگ میں بھی رحمت کا باعث کہ اس جنگ کی وجہ سے بھی انسانوں کیلئے رحمت کا پیغام ہوں۔ اس سے زیادہ اس کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے، سب سے بڑی جنگ جس میں دشمن کا سب سے زیادہ جانی نقصان ہوا وہ جنگِ بدر ہے جس میں ستر افراد مارے گئے اور اِس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے انسانی خون کا احترام کیا۔ مدینہ کے جن یہودیوں اور مفسدوں کے قتل کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا اُن کا قتل کیا جانا ناگزیر تھا اِس لئے کہ اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی سیاست کا ایک اور اہم پہلو یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فتنہ انگیزوں، شورشیں اور سازشیں کرنے والوں سے مدینہ کو پاک کیا۔ آپ ﷺ نے ابتدائی ایام میں یہودیوں کو برداشت کیا لیکن اِس کے بعد یہودیوں اور اِن کی سازشوں کو آپ ﷺ نے بے نقاب کیا۔ اِس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآنِ حکیم نے اِن کے طرزِ عمل کو کس انداز میں پیش کیا:

وَلَوْ لَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِى الدُّنْيَا ط وَلَهُمْ فِى

الْاٰخِرَۃِ عَذَابُ النَّارِ (الحشر:3)

"اگر اللہ تعالیٰ اُن کی قسمت میں جلاوطنی نہ لکھ چکا ہوتا تو اُن کو دنیا میں ہی سزا دیتا، اُن کیلئے آخرت میں دوزخ کا عذاب تیار ہے۔"

اِس کے بعد آپ ﷺ نے پورے جزیرۂ عرب کیلئے اہم اعلان فرمایا۔ مقصد یہ تھا کہ پورے جزیرے کے مسلمانوں کو خالص کر دیا جائے۔ قرآنِ حکیم میں آیا کہ:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِھِمْ ھٰذَا ج وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَۃً فَسَوْفَ یُغْنِیْکُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖٓ اِنْ شَآءَ ط اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ (التوبہ:28)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مشرکین ناپاک ہیں۔ لہٰذا اِس سال کے بعد یہ مسجدِ حرام کے گرد نہ پھٹک پائیں اور اگر تجھے سنگدلی کا خوف ہے تو بعید نہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تجھے اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کی انتظامی تدابیر کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جو انتظامی اقدامات کیے، سب سے پہلی چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ ہے آپ ﷺ کی وزارت۔ عرب اِس سے پہلے وزارت کے لفظ سے ناآشنا تھے لیکن قیصر و کسریٰ کے ساتھ interaction کی وجہ سے اُن کے یہاں بھی اِس کی سُوجھ بُوجھ نظر آتی ہے اور وزیر کا لفظ (وزر) سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں ثقل، بوجھ۔ وزیر وہ ہے جو بوجھ اُٹھانے والا ہو۔ آپ ﷺ کے نظریے کے حوالے سے تاریخ کا بانی ابنِ خلدون لکھتا ہے:

"انتظام کی ذمہ داریوں میں تنہا سلطان اپنی انفرادی زندگی کے معمولات میں جب دوسروں کا دست نگر ہوتا ہے تو نوعِ انسانی پر حکومت اور رعایا کے نظم و نسق میں کتنا حاجت مند ہوگا۔"

یعنی ذاتی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں جیسے دوسروں کی ضرورت ہوتی ہے تو اجتماعی ذمہ داریاں پوری کرنے کیلئے یقیناً بہت زیادہ ضرورت ہے۔ بہت سارے افراد کی جو مددگار ہوں اور مختلف fields میں مدد کریں۔ مثلاً کوئی معیشت کے شعبے میں، کوئی فنانس میں اپنی ذمہ داری سنبھالے، کوئی فوجی انتظام کے حوالے سے ذمہ داری کو سنبھالے، اِسی طرح کوئی امن وامان کے حوالے سے ذمہ داری سنبھالے، کوئی تعزیرات کیلئے ذمہ داری سنبھالے۔

اِس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا وزیر کہا کرتے تھے کہ وہ آپ ﷺ کے نائب ہیں، آپ ﷺ کا سب سے زیادہ بوجھ اُٹھانے والے ہیں۔ قرآنِ حکیم نے وزارت کے ساتھ ساتھ جو بنیادی اُصول وضع کیا وہ مشاورت کا ہے۔ جیسے فرمایا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (آلِ عمران: 159)

''اور دین کے کام میں اِن کو شریک مشورہ رکھو، پھر جب تمہارا عزم کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔''

مختلف معاملات میں آپ ﷺ کے مشیر کون تھے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو مشورہ دیتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ گھریلو اُمور کیلئے آپ ﷺ کے مشیر تھے۔ آپ ﷺ کے تمام تر گھریلو معاملات اُن کے سپرد تھے۔ آپ ﷺ کا نظامِ مملکت اگر ہم دیکھنا چاہیں کہ آپ ﷺ کا نظام کس نوعیت کا تھا؟ آپ ﷺ کا شورائی نظام تھا، یعنی مشورے کے ساتھ آپ ﷺ نے اپنے نظامِ مملکت کو قائم کیا۔

آپ ﷺ کو مشورے دینے والے صرف مرد ہی نہیں، خواتین بھی تھیں اور صلح

حدیبیہ کے موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ جب سب مسلمان دل برداشتہ ہو گئے تھے تو اُنہوں نے نبی ﷺ کے حکم کے مطابق نہ احرام کھولا اور نہ سر منڈوایا اور نہ ہی قربانی کی۔ رسول اللہ ﷺ اس موقع پر انتہائی پریشان ہوئے تھے۔ یہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی حکمت ہی تھی جس کی وجہ سے اُنہوں نے مشورہ دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اُن کے مشورے کو قبول کیا۔ اُنہوں نے یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ ﷺ جائیے اور جا کر اپنا سر منڈوائیے اور احرام کھول لیجیے، قربانی کر لیجیے، پیچھے پیچھے سب اَفراد یہی کام کر لیں گے اور رسول اللہ ﷺ کو اس تکلیف دہ صورتحال سے بچا لیا جس میں آپ ﷺ مبتلا تھے۔

آپ ﷺ کے حسنِ انتظام کا ایک اور انتہائی اہم پہلو ملک کی تنظیم ہے۔ آپ ﷺ نے کس طرح ملکی تنظیم کی؟ ایک تو خود عرب کا علاقہ تھا لیکن آہستہ آہستہ عرب کے وہ علاقے جو آپ ﷺ کی زیرِ نگین آتے جا رہے تھے، آپ ﷺ نے اُن کا انتظام کس طرح چلایا؟ مثلاً مملکتِ بحرین کا رئیس مسلمان ہو گیا جس کا نام منذر بن ساوی تھا، اِس کے علاوہ علاء بن الحضرمی تو یہ دونوں افراد باری باری اس کے گورنر رہے۔

مملکتِ عمان کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا۔ اَمارتِ تیمہ کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ یہودی حاکم تھا، بعد میں یزید بن ابی سفیان کو اللہ کے رسول ﷺ نے مقرر کیا۔ مکہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو گورنر مقرر کیا، اَمارتِ ایلہ میں عیسائی حاکم تھا، حضرموت میں زیاد بن لبید گورنر تھے، اَمارتِ دومتہ الجندل میں عیسائی حاکم تھا، قندہ میں خالد بن سعید رضی اللہ عنہ گورنر بنے، اَمارتِ نجران میں عیسائی حکمران تھا اور بعد میں عمر بن حزم گورنر رضی اللہ عنہ بنے۔ یمن کا صوبہ مختلف حصوں تقسیم تھا، اِس میں صفاء کا حکمران مسلمان تھا اور اس مملکت میں اگرچہ مسلمانوں کے ساتھ یہودی، عیسائی اور مجوسی بھی آباد تھے لیکن ان کا سرکاری مذہب رسول اللہ ﷺ نے اسلام قرار دیا۔

رسول اللہ ﷺ افسروں کا انتخاب بھی کیا کرتے تھے۔ یہ آپ ﷺ کے داخلی اُمور ہیں کہ جب مختلف ڈیپارٹمنٹ ہوں گے تو اِس کیلئے مختلف لوگوں کو مقرر کیا جائے گا۔ ایسے ہی رشتہ داری اور تعلق داری کی بنیاد پر نہیں، قبیلے ایک ہونے کی وجہ سے نہیں، کوئی اور حوالہ بھی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے پیشِ نظر ایک ہی بات رہتی تھی: تقویٰ اور اہلیت۔ رسول اللہ ﷺ نے تقویٰ کے تحت علم و دانش اور عقل کو افسروں کے انتخاب کیلئے خاص اُصول قرار دیا۔ رسول اللہ ﷺ افسروں کا امتحان بھی لیتے تھے۔ اِس امتحان کو اگر آپ دیکھنا چاہیں تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجا۔ اِس موقع پر آپ ﷺ نے پوچھا تھا کہ معاذ! یہ بتاؤ کہ جب آپ وہاں کوئی فیصلہ کرو گے تو کیسے کرو گے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے مدد لوں گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: اگر وہاں حکم نہ ملے تو؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ آپ ﷺ کی سنت اور آپ ﷺ کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اگر اِن دونوں میں نہ پاؤ تو؟ فرمایا: میں اِن دونوں کی روشنی میں اجتہاد کروں گا۔ اُن کے اِس جواب پر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اُس نے اپنے رسول کے نمائندے کو صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ امتحان تھا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔

آپ ﷺ جب صوبوں کے والی اور حکمران بناتے تھے تو وہ صرف حاکم نہیں ہوتے تھے بلکہ مبلغِ اسلام تھے، معلمِ اَخلاق تھے۔ یہ کیسا combination ہے کہ منتظم ریاست ہے لیکن معلّمِ اَخلاق ہے اور ساتھ ساتھ مبلغِ اسلام بھی ہے۔ آپ ﷺ جب کسی کو مقرر کرتے تو صلاحیتوں کا جائزہ لے کر اُسے مقرر کرتے تھے۔ اُمراء کے انتخاب میں آپ ﷺ کی پالیسی کا ایک اہم جزو یہ تھا کہ جو درخواست دیتا تھا، آپ ﷺ اُس کی درخواست Reject کر دیتے تھے۔ یہ بڑی خاص بات تھی آپ ﷺ کی پالیسی کی۔ اور کیوں؟ اِس لئے کہ

آپ ﷺ نے فرمایا:

''ہم اپنے معاملے کو اُس کے سپرد نہیں کرتے جو خود اس کا طالب ہو۔''

(صحیح مسلم)

''ہم کسی ایسے شخص کو عامل ہرگز نہیں بنائیں گے جو اِس کی درخواست کرے گا۔''

(صحیح مسلم، صحیح بخاری)

کیونکہ جو طلب گار ہے اُس کے مقاصد مختلف ہو جائیں گے۔

جب ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کا مشن ہمیں زیادہ وسیع نظر آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا مشن کیا ہے؟ اللہ کی زمین پر اللہ تعالیٰ کے نظام کو نافذ کر دیا جائے۔ پہلے مشن کیا تھا؟ دعوتِ اسلام کو پھیلانا۔ تیرہ برس تک یہ مشن رہا اور پھر مدینہ آتے ہی اب مقصد زیادہ وسیع ہو گیا۔ آپ ﷺ کیلئے کرنے والے بہت سے کام تھے۔ مثلاً اگر ہم دیکھیں تو مہاجرین کی آباد کاری بظاہر ہمیں بہت بڑا مقصد نظر آتا ہے لیکن آباد کاری کیلئے آپ ﷺ کے سامنے کیا بات تھی؟ کہ اگر مہاجرین کو کسی ایسے طریقے سے آباد کر دیا تو مہاجرین کا ایک الگ گروہ بن جائے گا اور انصار کا ایک الگ گروہ اور آپس میں ان کے درمیان پھر کبھی وہ محبت پیدا نہیں ہو سکے گی جس کی بنیاد پر اگلے بڑے بڑے کام لینا مطلوب تھے۔ پھر مدینہ کی تاریخ اِس بات کی گواہ تھی کہ وہ کس طرح دو گروہوں میں بٹے ہوئے تھے؟ اوس اور خزرج کی شکل میں۔ کس طرح قبائل آپس میں برسرِ پیکار رہتے تھے۔ خود جنگِ بعاث اِس بات کی گواہ ہے، ایک سو بیس برس تک یہ جنگ جاری رہی۔ جس میں اوس اور خزرج دونوں ایک دوسرے کے مخالف تھے اور اِس ماحول کے اندر ایک طرف تو ابھی نفرت کی فضاء برقرار تھی، اسلام اُنہوں نے قبول کر لیا تھا لیکن ابھی اندر سے وہ تلخی نکلی نہیں تھی اور دوسری طرف یہ کہ اب مہاجرین کی آباد کاری ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور یہ خطرہ موجود ہے

کہ کہیں مہاجرین اور انصار کے درمیان فرق والی صورتحال پیدا نہ ہو جائے۔

اب اگر ہم اِس Perspective میں دیکھنا چاہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی فہم و فراست نے کیسے کام کیا تو سمجھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اِس مقصد کیلئے مؤاخات کا سلسلہ قائم کیا۔ آپ ﷺ نے مؤاخات کے تحت ایک factor کو کنٹرول کر لیا کہ جو اہلِ ایمان تھے، اِن کے درمیان جو تصادم پیدا ہونے کا خدشہ تھا، اس کو تو آپ ﷺ نے ہینڈل کر لیا لیکن جو غیر مسلم تھے اِن کا کیا کیا جائے؟ یہود دس قبائل تھے اور سب ایک دوسرے کے خلاف برسرِ پیکار رہتے تھے لیکن حق کی دشمنی میں یہ سب آگے آگے تھے۔ یہاں پر آکر سب اکٹھے ہو جاتے تھے تو آپ ﷺ نے مدینہ جانے کے بعد ایک معاہدہ کیا اور یہ معاہدہ چند ماہ کے اندر اندر ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے بڑا غور و فکر کیا، ہمیں اس کی تقریباً 47 شقیں ملتی ہیں جو ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب 'البصر قدسیہ صحیحہ' میں واضح کی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہود کے ساتھ اِس میثاق کے تحت معاہدۂ حسنِ جوار کیا اور آپ ﷺ نے قبائل کیلئے ایک تنظیم بھی کی۔ آپ ﷺ نے کس طرح اسلامی شہریت کی تنظیم کی، اِس کے اصول وضع کیے۔ سب سے پہلی چیز ہمیں میثاقِ مدینہ نظر آتی ہے اور دوسری اہم چیز جو اس حوالے سے ہمیں نظر آتی ہے وہ داخلی اُمور ہیں۔ یعنی جو مدینہ کے اندر کا ماحول تھا جو آپ ﷺ کی ریاست کے اندرونی مسائل تھے، آپ ﷺ نے ان کی کیسے تنظیم کی؟ تیسرا اہم factor داخلی اُمور کے ساتھ خارجی اُمور کا نظر آتا ہے۔ ہم وضاحت کے ساتھ دیکھیں گے کہ اس میدان میں آپ ﷺ نے کس فراست اور تدبر کا مظاہرہ کیا؟

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے ایک پہلو کو ہی نمایاں کیا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی عبادت کیسی تھی؟ آپ ﷺ کے روزے، آپ ﷺ کی نماز، آپ ﷺ کے ذکر، آپ ﷺ کی دُعا، آپ ﷺ کا استغفار کیسا تھے؟ لیکن آپ ﷺ کی زندگی کا اتنا بڑا پہلو ہے

جو ہمیشہ عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہ جاتا ہے، جس پر بات ہی نہیں کی جاتی کہ آپ ﷺ کو جو خاتم النبیین بنایا، آپ ﷺ کو جو ساری انسانیت پر نمایاں مقام عطا کیا، آپ ﷺ کو جو مقامِ محمود پر فائز کیا جائے گا، وہ محض آپ ﷺ کی عبادت گزاری کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ ﷺ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کی وجہ سے تھا۔ یقیناً اس اعتبار سے یہ پہلو بہت ہی نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور اس کو سمجھنے کی انتہائی ضرورت ہے۔ اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین پر اپنے مشن کو پورا کرنا چاہتا ہے تو اس کو یہ جان لینا چاہیے کہ دعوتِ اسلام کو پھیلانے کے مراحل کے بعد اگلا مرحلہ اسلامی ریاست کی تنظیم کا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو پڑھتے ہوئے، اس کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں ضرور دیکھنا ہے کہ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے زندگی گزاری اور اس سسٹم کا حصہ بنے، آپ ﷺ کی مدد کی، اسی طرح اسی نوعیت کی مدد کیلئے ہمیں تیار رہنا چاہئے۔ اس حوالے سے ذرا تفصیل کے ساتھ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر، اللہ تعالیٰ کے نظام کے نفاذ کیلئے آپ ﷺ نے سب سے پہلا کام کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں جو چیز ہمیں نظر آتی ہے، اجتماعی زندگی سے پہلے آپ ﷺ کی ذاتی زندگی۔ آپ ﷺ ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں جو سب سے پہلی چیز نظر آتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے آپ ﷺ کا تعلق کس نوعیت کا تھا؟ کس طرح آپ ﷺ نے اس تعلق کو فروغ دیا؟ اور کس طرح دوسرے افراد کا تعلق بھی قائم کیا؟ اس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ جیسی شخصیت تاریخِ انسانی میں کہیں اور نظر نہیں آتی۔

رسول اللہ ﷺ اگر محسن انسانیت ہیں تو صرف اپنی عبادت کی بنیاد پر نہیں بلکہ انسانیت

کو آپ ﷺ نے زندگی گزارنے کیلئے سسٹمز دیئے۔ اصلاحی معاشرے کا سسٹم قائم کیا جس کا محور آپ ﷺ کی ذات تھی۔ آپ ﷺ کی ذات کو اگر ہم دیکھنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بے مثال تھے، اپنی عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے۔ آپ ﷺ خُلقِ عظیم کے مالک تھے۔ آپ ﷺ کے personal Relationship کو اگر دیکھیں تو آپ ﷺ کے یہ تعلقات ہمیں بے مثال نظر آتے ہیں۔ آپ ﷺ کو اگر ہم گھر کی تنظیم میں دیکھیں تو آپ ﷺ ایک قابلِ تقلید شوہر اور بے مثال باپ کی حیثیت میں نظر آتے ہیں۔ گھریلو حسنِ اخلاق کے حوالے سے اگر دیکھیں تو وہ آپ ﷺ کا بہترین حسنِ انتظام تھا۔ پھر آپ ﷺ کے اپنے ساتھیوں کے ساتھ تعلقات، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات، آپ ﷺ نے اس معاشرے میں ہر حیثیت میں اپنے آپ کو منوایا کہ ایک انسان کو بہترین انسان کس کس صورت میں ہونا چاہئے؟ سب سے پہلے آپ ﷺ کی ذاتی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ ﷺ کی ذاتی زندگی میں کوئی کمزور پہلو نظر نہیں آتا بلکہ ہر جگہ پر آپ ﷺ نے ایک بے مثال نمونہ پیش کیا۔ پھر آپ ﷺ کے ساتھ وہ افراد جو اس مشن کی تکمیل کیلئے پیشِ عمل تھے، ربُّ العزت نے اُن کے بارے میں فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (الفتح:29)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ ہیں، وہ کفار کیلئے سخت ہیں اور آپس میں رحیم ہیں۔''

ایسی تنظیم کیسے وجود میں آئی؟ اللہ کے رسول ﷺ نے وہ کون سے اقدامات کئے تھے جن کی وجہ سے کافروں کیلئے تو یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح نظر آتے ہیں اور آپس میں رحیم اور شفیق ہیں۔ اس حوالے سے آپ ﷺ کا ہمیں پہلا کارنامہ نظر آتا ہے مؤاخات کی

صورت میں۔ آپ ﷺ نے اُخوت کا رشتہ قائم کیا اور ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح یہ رشتہ قائم ہوا تھا؟ کہا یہ جاتا ہے کہ یہ 45 ,45 لوگوں کے درمیان ہوا تھا یعنی کل اَفراد کی تعداد ایک روایت کے مطابق 90 تھی اور دوسری روایت کے مطابق یہ 100 افراد تھے۔ یعنی پینتالیس مہاجرین اور اور پینتالیس انصار یا پچاس مہاجرین اور پچاس انصار۔ مؤاخات کا یہ معاہدہ کس نوعیت کا تھا؟ یہ صرف ایک دوسرے کے دُکھ درد میں شریک ہونے کا معاہدہ نہیں تھا بلکہ مالی طور پر بھی ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونے کا معاہدہ تھا۔ اِس کی شرائط یہ تھیں:

☆ حق پر ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔

☆ باہم ہمدردی اور غم خواری کریں گے۔

☆ ذوی الارحام مرنے کے بعد ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

(یہ معاہدہ غزوۂ بدر سے پہلے تک تھا۔) یعنی غزوۂ بدر سے پہلے تک تو باقی معاملات جاری رہے لیکن جائیداد میں جو وراثت کا معاملہ تھا وراثت کے احکام نے اِس معاہدے کو منسوخ کر دیا۔ مؤاخات کے معاہدے نے اس معاشرے کو استحکام بخشا۔ قوت ہی اِس معاہدے کی وجہ سے ملی تھی۔ بھائی چارہ قائم ہونے کا سب سے بڑا فائدہ کیا ہوا؟ دنیا میں جتنی تقسیمیں ہم دیکھتے ہیں وہ کس بنیاد پر ہیں؟ انسانوں کا انسانوں پر فخر کس بنیاد پر ہے؟ رنگ کی بنیاد پر، نسل کی بنیاد پر، قبیلے کی بنیاد پر، ذات برادری کی بنیاد پر، علاقے کی بنیاد پر، جغرافیائی حد بندی کی بنیاد پر، ساری تقسیمیں ختم کر کے ایک بات رہنے دی۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:13)

”تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے تقویٰ کا تعلق قائم کیا، وہ تقسیم مٹا دی کہ اب کبھی یہ صورتحال سامنے نہ آئے کہ وہ انصار ہے اور وہ مہاجر ہے، یا ہم میں سے کوئی ایک زیادہ برتری رکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی فکر کیسی تھی؟ ایسی فکر ہمیں اس سے پہلے کسی میں نظر نہیں آتی۔ جتنے واعظ ملتے ہیں، جتنے فلاسفر ملتے ہیں، جتنے انسانیت کو نئے نظام دینے والے ملتے ہیں، کہیں پر بھی ہمیں اس طرح کی تنظیم کی بنیاد رکھنے والا نظر نہیں آتا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو ایک وحدت میں پرو دیا، یقیناً یہ آپ ﷺ کا ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ انصار مدینہ کے شہری تھے اور مہاجرین مدینہ کے افراد نہیں تھے لیکن مسلم معاشرے کی بنیاد آپ ﷺ نے ان دونوں طبقات کی یکجہتی پر رکھی، دونوں کے آپس میں ایک ہونے پر اور آپ یہ دیکھئے کہ کتنا نیچرل اسٹائل ہے کہ ایک مہاجر ایک انصاری، زیادہ افراد نہیں۔ ایک مہاجر، ایک انصاری کے ساتھ کس طرح سے؟ گھر بھی ایک ہے، روزی کے وسائل اور ذرائع بھی مشترک اور اُنہوں نے محسوس کر لیا کہ رسول اللہ ﷺ کیا چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ ہمیں اجازت دیں کہ جس کی ہم میں سے ایک سے زائد بیویاں ہیں وہ ایک کو طلاق دے کر اُسے اپنے مہاجر بھائی کیلئے چھوڑ دے۔ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی یکجہتی کا انداز تھا۔ آپ ﷺ کے تدبر اور فراست کی بہت خوبصورت مثال ہے۔

آپ ﷺ کی مؤاخات کی حکمت اور سیاست کی حکمت کو تسلیم کئے بغیر کسی کیلئے کوئی چارۂ کار نہیں۔ جب یہودیوں نے انصار کے قبائل اوس اور خزرج کے درمیان پھوٹ ڈلوانے کی کوشش کی تھی، چوتھے پارے میں ربّ العزت اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ج وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (آلِ عمران: 103)

''تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اُس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور اُس کے فضل وکرم سے تم بھائی بھائی بن گئے۔تم آگ کے بھرے ہوئے گڑھے کے کنارے پر تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُس سے بچالیا۔اِس طرح اللہ تعالیٰ اپنی نشانیاں تم پر روشن کرتا ہے شاید کہ اِن علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آجائے۔''

اِسی وجہ سے قرآنِ حکیم میں فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:10)

''مومن! وہ تو سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اس بھائی چارے کی عمدہ مثال آپ ﷺ نے قائم کی اور آپ مدینہ کی سوسائٹی کو دیکھیں: عبداللہ بن اُبی بادشاہ بننے والا تھا، کیسا ماحول تھا! پوری سوسائٹی ایک نئے set up کیلئے تیار تھی اور آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو باطل کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنادیا، آپس میں کوئی رخنہ رہنے نہیں دیا۔سارے flaws آپ ﷺ نے ختم کردیے۔ ایک کام ہوگیا یعنی مدینہ کی شہری سوسائٹی کیلئے آپ ﷺ نے پہلا کام کرلیا کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپس میں جوڑ دیا اور جب آپ ﷺ یہ کام کرچکے تو اگلا مرحلہ تھا میثاقِ مدینہ کا۔

میثاقِ مدینہ تاریخِ انسانی میں بے انتہا اہمیت کا حامل تھا۔ہم دنیا کے نقشے پر اگر دیکھنا چاہیں کہ اس سے پہلے کون سی شہری تنظیم کا وجود ہمیں ملتا ہے؟ خاص طور پر عرب کے اندر جب ہم دیکھنا چاہیں تو عرب میں کوئی شہری تنظیم ہمیں نظر نہیں آتی اور جب آپ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اپنے مقامی باشندوں کے حقوق اور فرائض کا تعین کیا۔یہ پہلی بات تھی۔مقامی باشندے اگر مسلمان ہیں تو اُن کیلئے آپ ﷺ کا ضابطہ مختلف تھا کہ

ایک دوسرے کو Responsible بنایا کہ آپ ایک دوسرے کی حفاظت کرو گے اور مہاجرینِ مکہ کے رہنے سہنے کا، اُن کے کھانے پینے کا، اُن کی آبادکاری کا انتظام کیا اور غیر عربوں خاص طور پر یہودیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے سمجھوتے ہوئے۔ آپ ﷺ نے شہر کی سیاسی تنظیم کا کام بھی کیا، فوجی تربیت کا بھی آپ ﷺ نے اہتمام کیا۔ پھر قریشِ مکہ سے مہاجرین کو جو نقصان پہنچا تھا، اُن کے جانی و مالی نقصان کے اَزالے کا بھی اہتمام کیا۔

اِس وقت خاص طور پر جو چیز زیرِ بحث ہے وہ ہے میثاقِ مدینہ۔ یہ مدینہ کا پہلا دستور تھا۔ The First Written Constitution in the World۔ اِس سے پہلے کوئی تحریری دستور موجود نہیں تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ پہلا دستور بنایا۔ تاریخِ انسانی میں یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس سے پہلے کسی بڑے یا چھوٹے ادارے کیلئے کوئی باقاعدہ تحریری دستور نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کے اس دستور میں جہاں باہر کے خطرات سے نپٹنے کیلئے گنجائش موجود تھی وہاں اندرونی خطرات سے بھی بچنے کیلئے آپ ﷺ نے اہتمام کیا تھا اور ہر معاملے میں اللہ کے رسول ﷺ کی ہستی کو آخری حیثیت دی گئی۔ اِس حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ اس دستاویز میں جو ایک لفظ استعمال ہوا ''دین''، اِس میں مذہب اور حکومت دونوں چیزیں آ گئیں اور یہ ایک ایسا اَمر ہے جس کے بغیر اسلام کے مزاج کو سمجھا ہی نہیں جا سکتا۔

میثاقِ مدینہ کی مختلف 47 دفعات ہیں،، محمد حسین ہیکل کے الفاظ میں یہ تبصرہ سامنے رکھنا چاہتی ہوں، وہ کہتے ہیں کہ ''یہ تحریری معاہدہ ہے جس کی رُو سے حضرت محمد ﷺ نے آج سے تیرہ سو سال پہلے ایک ایسا ضابطہ اور ایک ایسا معاشرہ انسانیت میں قائم کیا جس سے شرکائے معاہدہ میں ہر فرد اور ہر گروہ کو اپنے اپنے عقیدے کی آزادی کا حق حاصل ہو۔ (یہ اِس معاہدے کی پہلی بات ہے) اور دوسری اہم بات ہے کہ انسانی زندگی کی حرمت قائم ہو، احترامِ آدمیت اور تیسری چیز تھی اَموال کے تحفظ کی ضمانت مل گئی۔ اِسی طرح ارتکابِ

جرم پر گرفت، یہ چوتھی بات ہے اور اسی طرح مؤاخذے کا دباؤ اور معاہدین کی یہ بستی اس میں رہنے والوں کیلئے اِس معاہدے کی وجہ سے امن کا گہوارہ بن گئی‘‘۔ (حیاتِ محمد ﷺ)

دیکھئے کہ دو چیزوں کو خصوصی ارتقاء ملا، دو چیزوں کی Development ہوئی: ایک سیاست کی اور دوسرے مذہب کی۔ مذہب اور سیاست کے ارتقاء کی آپ ﷺ نے بنیاد ڈالی۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے فتنہ وفساد کے مقابلے میں یہ کتنا اہم اقدام تھا جو اللہ کے رسول ﷺ نے لیا۔ آپ ﷺ نے جس طرح غیر مسلموں کے ساتھ معاہدہ کیا، اب ایک شہری تنظیم وجود میں آگئی جس کا ایک دستور بھی ہے، جس کا ایک سربراہ بھی ہے۔ اب اس تنظیم میں ہم دیکھتے ہیں کہ مدینہ کی ریاست کے کچھ اندر کے معاملات ہیں اور کچھ بیرونی خطرات ہیں جن سے تحفظ مطلوب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اندرونی معاملات کیلئے کیا اقدامات کئے؟ رسول اللہ ﷺ کی اسلامی حکومت کو ہم دیکھتے ہیں کہ یہیں سے اُخوت کے معاہدے کے بعد اور میثاقِ مدینہ کے بعد آپ ﷺ کی اسلامی حکمت نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ یہ آپ ﷺ کی فراست، آپ ﷺ کے تدبر اور انتظام کا بہت ہی خوبصورت نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ایک مرکز قائم کیا۔ اب آپ ﷺ کی سابقہ کوششوں کے مقابلے میں یہ کوششیں سلطنت کا انتظام کرنے والے کی تھیں۔ پہلے آپ ﷺ کی حیثیت ایک مدبّر کی تھی، تدبیر کرنے والے کی اور اب ایک منتظم کی حیثیت ہوگئی۔

آپ ﷺ نے ایک صالح معاشرہ قائم کیا۔ آپ ﷺ کی حکومت کا مقصد کیا تھا؟ ہر دور میں جب کبھی اسلامی ریاست قائم ہوگی اُس کے یہی مقاصد ہوں گے:

- دعوتِ دین۔
- اصلاحِ اخلاق۔

ہ تزکیہ نفس۔

قرآنِ حکیم نے اسلامی ریاست کے مقاصد کو متعین کیا۔ فرمایا:

''یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے، منکر سے روکیں گے، سب کاموں کا اختیار اللہ تعالیٰ کے حکم میں ہے۔'' (الحج:41)

یہ آیت آپ ﷺ کی حکومت کے طریقۂ کار کو متعین کرتی ہے کہ یہ حکومت کس Methodology کے تحت کام کرے گی؟ آپ ﷺ کی حکومت کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول تھا اور دوسرا مقصد عوامی بہبود تھا۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ تمام انسانوں کو سکون میسر آئے۔ کس اعتبار سے؟ جان، مال اور عزت کا تحفظ ملے اور آپ ﷺ نے قبائلی عصبیت اور نسلی شعور کی جگہ پر دینی وحدت قائم کی۔ دین کے تحت سب کو اکٹھا کر دیا، ایک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ سیرتِ رسول ﷺ کی اِس روشنی سے خود بھی فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ساری انسانیت تک بھی اِس روشنی کو پہچانے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عظیم منتظم ﷺ — ایک نظر میں

1۔ قبل از نبوت

1۔ حِلف الفضول
2۔ حَربِ فجار

2۔ بعد از نبوت مکی زندگی

مقصد: دعوتِ اسلام کو پھیلانا

1۔ اہلِ خاندان کو دعوت
2۔ دعوتِ عام
3۔ ہجرتِ حبشہ
4۔ مختلف قبائل سے رابطہ
5۔ بیعتِ عقبہ اُولیٰ وثانیہ
6۔ ہجرتِ مدینہ

3۔ مدنی زندگی
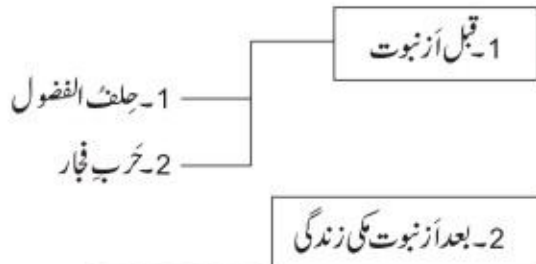
مقصد: اللہ کی زمین پر اللہ کے نظام کا نفاذ

A ذاتی زندگی — عظیم شخصیت
B اجتماعی زندگی — مؤاخات

C۔ مختلف طبقات کے ساتھ تعلقات
(i) میثاق مدینہ
(ii) معاہدات
D۔ معاشرے کے اندرونی معاملات
(i) احترام آدمیت
(ii) اشاعت اسلام
1۔ باقاعدہ مدارس
2۔ گھریلو مدارس
3۔ شہری مدارس
4۔ شہر سے باہر تعلیم
5۔ وفود کی تعلیم
6۔ مقامی بچوں، نوجوانوں کی تعلیم
7۔ بیرونی بچوں، نوجوانوں کی تعلیم
8۔ خواتین کی تعلیم
9۔ بزرگوں کی تعلیم

E۔امورِخانہ
(i)دشمن کی قوت کو توڑنا
(ii)اشاعتِ اسلام
1۔نومسلموں کے لئے تعلیمی انتظامات
2۔دعوتی خطوط
3۔معلّمین کی تعیناتی
F۔انتظامی تدابیر سیکرٹریٹ
(i)پولیس
(ii) ملکی تقسیم
(iii)وزارت
(iv)مشاورت
(v)افسران کا انتخاب
(vi) تنخواہیں
(vii)احتساب

نمبر شمار	جائزے کے سوالات	ہاں	نہیں	کسی حد تک	بہت حد تک
1	کیا میں اہل خاندان کو دین کی دعوت دے رہی/رہا ہوں؟				
2	کیا میں اشاعتِ اسلام کے لئے کوشاں ہوں؟				
3	کیا مجھے معاشرے کے جوانوں، خواتین اور بچوں کی تعلیم کا خیال آتا ہے؟				
4	کیا میں اشاعتِ اسلام کے لئے اندرونی کوشش کے لئے Planning کرچکی ہوں؟				
5	کیا میں اشاعت اسلام کی بیرونی کوششوں کے لئے planing کرتی/ کرتا ہوں؟				
6	کیا میں اپنے وقت [time] کو Manage کرتی/ کرتا ہوں؟				
7	کیا میں اپنی زندگی کو منتظم رکھتی/ رکھتا ہوں؟				